چندہ سالانہ ؎

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

نور افشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے۔

جلد ۴۶ | ہر ہفتہ بروز جمعہ لودیانہ سے شائع ہوتا ہے ۲۷ ستمبر ۱۹۱۸ء | نمبر ۳۹

گلدستۂ اخبار

فلسطین میں ہماری فوجوں نے ناصرۃ الفول اور بیسان کو فتح کر لیا ہے اور برابر کامیاب ہو رہی ہیں۔

فلسطین کا ایک تازہ تار مظہر ہے کہ وہاں ۲۵ ہزار قیدی اور ۲۶۰ توپیں ہمارے ہاتھ آئیں۔

مقدونیہ میں بھی فرانسیسی اور سرویائی فوجیں متواتر آگے بڑھتی جا رہی ہیں۔ اور وہ دشمن کا تعاقب کر رہے ہیں۔

دریائے یردن کی دونوں جانب ترک سختی کے ساتھ اپنے محاذ پر قابض ہیں۔ مگر دیگر مقامات پر مغرب میں اُن کے مورچے شکست کر دیئے گئے۔

اٹلی کے محاذ پر بھی اتحادیوں کی خاصی کامیابیاں ہو رہی ہیں۔

جاپان نے تسلیم کر لیا ہے کہ زیکوسلاوک ایک دشمن عامہ کے خلاف جنگ کر رہا ہے۔

جاپان کی کیبنٹ نے استعفے دے دیئے ہیں۔

جرمن کاؤنٹ ٹورنگ صلح کروانے کی غرض سے شاہ بلجیم کے پاس گیا تھا۔ مگر اُس نے صلح کرنے سے انکار کر دیا۔

ایک آسٹریائی فوج نے جو کہ وہیں مقیم تھی انگلو فرنچ محاذ پر جانے سے انکار کر دیا ہے۔ دو اور فوجوں نے اس کی تقلید کی ہے۔

جرمنی کی ریزرو میں اس وقت ۱۸ سال کے لڑکے شامل ہیں۔ اور اُن کی تعداد ۴ لاکھ ۵۰ ہزار ہے۔ اس کے علاوہ وہ زخمی ہیں جو تندرست ہو کر دوبارہ میدان جنگ میں آئے ہیں۔

فرانسیسی اور انگریزی افواج کی تعداد جو امریکنوں کے دس ملین سے کہیں زیادہ ہے

ترکی اور بلغاریہ جرمن پر بڑا اعتماد رکھتے تھے مگر اب ظاہر ہو گیا ہے کہ اس پر اعتبار اور بھروسہ رکھنا بے فائدہ ہے۔

روس میں بدامنی اور بدانتظامی بدستور جاری ہے۔

۲۲ تاریخ اتوار کو ۳ بجے شام کے شملہ میں ۱۳۰ میل کے فاصلہ پر زلزلہ کا ایک جھٹکا محسوس ہوا۔

ہفتہ مختتمہ ۷ ستمبر میں احاطہ بمبئی کے اندر ۵۸ فی صدی کے حساب سے باعث پلیگ اموات ہوئیں۔

جنگی قرضہ میں پنجاب کے اندر سب سے زیادہ قرضہ سرسہ واقعہ ضلع حصار کے رائے بہادر سیٹھ سکھ لال کرنانی نے دیا ہے۔ یعنی ۱۰ لاکھ روپیہ اور اُس کی بیوی نے ایک لاکھ روپیہ قرضہ جنگ میں دیا ہے

امریکہ نے آسٹریا کی صلح کی تحریک [illegible] کو رد کر دیا ہے

تار برقیات

فلسطین میں ہماری کامیابی

لندن ۲۲ ستمبر۔ ایک فلسطین کا مراسلہ مظہر ہے کہ ۲۰ ستمبر کی شام کو ۸ بجے کے قریب جو دشمن نے مقابلہ کیا تھا وہ ہر جگہ ناکام رہا سوائے وادیئے یردن میں ترکی ریسار کے ہمارے بائیں بازو کا رخ مشرق کی جانب ہے اور وہ جدید بابا مسعودیہ جنکشن کی لائن تک پہونچگیا ہے۔ اور اسی ریلوے اور سڑکوں کی دونوں جانب آگے بڑھ رہا ہے جو مغرب سے نابلس کی سمت کو مڑتی ہے۔ دائیں بازو کی فوج دشوار گذار ملک سے گذر کر تانجی بیت اسویہ کی لائن تک پہونچگئی ہے۔ شمال کی جانب ہمارا رسالہ ہرمجدون کے میدان جنگ میں سے گذر کر ناصرہ۔ افسیول اور بائین پر قابض ہوگیا ہے۔ اور بے شمار منتشر شدہ دشمن کے آدمی اور سامان ہر قسم کا جمع کر رہے ہیں دریائے یردن کی مشرق کی طرف شاہ حجاز کے عربوں نے بہت سی ریلوں کو برباد کردیا۔

گرفتاریوں کی صحیح تعداد تو تا حال معلوم نہیں ہے مگر جو کچھ معلوم ہوا ہے یہہ ہے کہ ۸ ہزار آدمی اور یکصد توپیں اور بہت سے باربرداری کے سامان گرفتار کر لئے گئے ہیں۔ ان کے علاوہ چار ہوائی جہاز۔ بہت سے انجن اور بہت سا دیگر سامان ہاتھ آیا ہے۔ ہوائی جہازوں نے ان بہت سے ترکوں پر بم پھینکے جو دشوار گذار سڑکوں کے ساتھ پیچھے کو ہٹ رہے تھے۔ جرمن کا ایک ہوائی جہاز جو ڈاک لئے جا رہا تھا۔ یہہ سمجھ کر کہ علاقہ افیول دشمن کے قبضہ میں نہیں ہے۔ وہاں ہی اتر پڑا مگر جب حقیقت اس کو معلوم ہوگئی۔ تو گرفتار ہونے سے پہلے پہلے اس نے تمام ڈاک جلا دی اور مشین کو خراب کر دیا۔

اس امر میں ترکی بیان۔

لندن ۲۲ ستمبر۔ مورخہ ۲۰ ستمبر کا ایک ترکی مراسلہ برٹش حملہ کا ذکر کرتے ہوئے بتاتا ہے کہ ۸ تاریخ پر سخت جنگ ہوتی رہی۔ اس مراسلہ میں مذکور ہے کہ جلجود وادیئے ابلوس زہ کا لائن پر جو حملہ کیا گیا تھا وہ روک دیا گیا تھا مگر اس امر کو تسلیم کر لیا گیا ہے کہ دو گھنٹوں کی سخت جنگ کے بعد انگریز ان ترکی مورچوں پر قابض ہوگئے ہیں۔ جو ساحل اور لدا تنکرام ریلوے کے درمیان ہیں۔ اس میں یہہ بھی بتایا گیا ہے کہ ترکی فوجیں تنکرام تک پیچھے کو ہٹ گئے ہیں۔

چند اور گرفتاریاں

لندن ۲۳ ستمبر۔ رائٹر کا کارسپانڈنٹ مقیمی فلسطینی صدر مقامات راوی ہے کہ جس وقت ایک سٹاف کار جس میں چار ترکی افسر سوار تھے۔ ایک کونے سے مڑ کر جا رہی تھی تو ایک مسلح گاڑی اس کو ملی۔ ترکوں نے بندوقوں سے اپنی مدافعت کی۔ مگر آخر کار گرفتار ہوگئے۔ سارا دن ہوائی جہاز ان سڑکوں پر بم پھینکتے رہے اور مشین گن سے گولہ باری کرتے رہے۔ جن پر سے پریشان رسد رسانی کی گردیں جا رہی تھیں۔ بعض ہوائی جہاز پانچ مرتبہ وہاں آکر بم پھینکتے رہے۔ ایک ہوائی جہاز ایک سو پانچ گھنٹوں تک بار پروازی کرتا رہا۔

لندن ۱۹ ستمبر۔ آئرلنڈ کی اور ہندوستان کی فوجوں نے آج نابلس سڑک کے مغرب کی طرف حملہ کیا اور بڑی شاندری کے ساتھ آگے بڑھتی جا رہی ہیں۔ جس کے ساتھ کیپ کے رنگ کی فوجوں کا ایک دستہ بھی تھا جس نے ”سکورز ہل“ نامے مورچہ پر قبضہ کر لیا۔ اور ایسا ہی ایک بڑی توپ بھی لے لی۔ جس سے بڑی بہادری اور دلاوری کا نتیجہ جھلکتا ہے۔

لندن ۲۲ ستمبر۔ رائٹر کو معلوم ہوا ہے کہ کل تعداد اسیران جنگ کی جن کو برٹش نوجوان نے فلسطین میں گرفتار کر لیا ہے ۸ ہزار ہے۔ اور ایک سو بیس توپیں لے لی گئیں۔

لندن ۲۳ ستمبر۔ ایک فلسطین مراسلہ مظہر ہے کہ برٹش فوجوں نے فلسطین میں ۲۵ ہزار آدمی اور ۲۶۰ توپیں گرفتار کر لی ہیں۔ دشمن ہر جگہ پیچھا جا رہا ہے۔

ہردوسی اور امپیریل گورنمنٹ نے تمام گورنمنٹوں سے اپیل کی ہے کہ بالشیویک دہشت ناکی سے روس کو آزاد کر دیں۔

پیٹروگراڈ۔ ماسکو اور دیگر جگہوں میں ہزاروں بے قصور روسی بلا کسی قسم کی تحقیقات معاملات کے گولی سے مار دیئے گئے ہیں۔

سلزبوگ واقعہ جرمنی میں گوشت چربی اور آلو کی تقسیم میں ابتری کی وجہ سے شہر میں سخت بلوہ ہوگیا ہے۔

پولنڈ کے بارے میں جو خط و کتابت جرمنی اور آسٹریہ ہنگری کے درمیان ہو رہی تھی اس کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا۔

آسٹریلیہ کے ایک شہر کے سامان جنگ کے کارخانہ میں آتشزدگی کی وجہ سے ۳۸۲ آدمی ہلاک اور بہت سے مجروح ہو گئے ہیں۔



ایڈیٹوریل نوٹس

فطرت سے فطرت کے خدا کی شناخت

(۷)

ہمارا یہ سلسل مضمون گذشتہ ہفتے ختم ہوگیا لیکن مناسب اور ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس سلسلہ کو ایک خاتمہ بالفاظ ان کے ساتھ مکمل کر کے ختم کیا جائے چنانچہ اُسی کے متعلق یہ امر قابل غور ہے کہ گذشتہ مضمون میں ہمارا طرز استدلال اس طرح پر تھا۔

پہلے فطرت عالم میں ہم نے یہ دیکھا کہ اُس میں سب سے پہلے اور بنیادی طور پر ایک معین عرصہ تک مادہ اور اُس کی متفرق قوتوں کا دور دورہ اور عمل رہا۔ اور یہ حالت اس وقت تک رہی جبکہ زمین تیار ہوگئی۔ پانی کے اندر موجود تھی۔ اور غیر ذی عضو عالم مکمل ہوگیا۔ پھر اُس کے بعد زمین پانی میں سے نکلی۔ ذی عضو عالم تیار ہوا جس میں نباتات اور حیوانات شامل ہیں۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ فطرت میں بیجان مادہ معہ ذی عضوی زندگی کے موجود ہے۔ فطرت کے غیر ذی عضو عالم میں فطرت کے قانون کی یکسانیت پائی جاتی ہے۔ اور اگر فطرت کے اندر یکسانیت استقلال قابل اعتبار ہونا اور اُس کا ذی ہوش پابند جانا۔ اور اگر فطرت کی طبیعت عالم میں بے شمار اور تلون تبدیلیاں اور تجاوزات ہوتیں تو ہماری زندگی ہمیشہ خطرات سے محصور اور امن و آرام سے مہجور رہتی۔ کبھی کسی کو قرار اور پائے داری نہ ہوتی۔ نہ صرف سائنسی علوم ہی بلکہ تہذیب اور مذہب بھی ناممکن الوجود ہوتے لیکن جو کچھ اب ظہور میں آرہا ہے وہ طبیعت عالم کی یکسانیت اور استقلال وغیرہ ہی کی بدولت ہے۔

پھر ہم نے فطرت کے غیر ذی عضو عالم سے رخ پھیر کر ذی عضو عالم کا بھی مطالعہ کیا تھا اور یہ دیکھا تھا کہ فطرت محض ایک مشین ہی نہیں ہے۔ بلکہ اس کے اندر پایا جاتا ہے ایک ایسا خالق اور کاریگر ہے۔ جو اُس کے اندر ایک اعلےٰ تصور لئے ہوئے کام کر رہا ہے اور اُس کو اپنے کسی خاص مقصد یا مدعا کے لئے استعمال کر رہا ہے۔ اس کا سارا کام صبر مہندسی اور باطریق طور پر ہوتا رہتا ہے۔ بے شمار ذی عضو اشیاء ایک خاص مطمح نظر یا اعلیٰ مقصد کی تکمیل کی طرف رواں ہیں۔ اور فطرت کا وہ مطمح نظر ذی ہوش نفس انسان ہے۔ مگر ساتھ ہی اس کے ان بے شمار ذی عضو اشیاء میں سے ایک بھی ایسا نہیں جو اپنے اندر یہ احساس اور وقوف رکھتا ہو کہ وہ کس مقصد کو پورا کر اور کس مطمح نظر کی طرف جا رہا ہے۔ نہ تو اُس کو اپنا مستقبل معلوم ہے۔ اور نہ ہی اُس کو اپنی اُن منازل کا پتہ ہے جو وہ اپنے مقصود کو پہنچنے کے عرصہ میں طے کر رہا ہے۔ ہر ایک شے بڑی سادگی کے ساتھ بے جانے بوجھے مگر باقاعدہ طور پر اپنے اُن قوانین کی تابعداری کر رہی ہے۔ جو اس کے خالق نے اُس کے اندر قائم کر دیئے ہیں۔ اور اس تمام عرصہ میں ہر ایک شے نہ صرف اپنی حقیقی ترقی اور انکشاف کے قوانین ہی کی پیروی کر رہی ہے۔ بلکہ ساتھ ہی اُس کے دوسری ذی عضو اشیاء کی ترقی اور انکشاف کے لئے سامان مہیا کرتی چلی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر یہ سارا معاملہ ایک جنگی مشغلہ ہے۔ جس میں سپہ سالار نے جنگ شروع کرنے سے پہلے ہی تمام رزمگاہ کا نقشہ اور جنگ میں جارحانہ حملے اور مدافعات کرنے کی آگے بڑھنے کی اور پیچھے ہٹنے کی تجویزیں کر لی ہیں۔ اور اُس کے لشکر کے تمام افسر اور اُن کے ماتحت فوجیں اور کمپنیاں اور ہر ایک سپاہی بڑی صفائی کے ساتھ مگر بلا تامل صرف اُن ہی ہدایات اور احکام کی پابندی کرتے ہیں جو اُن کا سپہ سالار اُن کو دیتا ہے۔ وہ نہ تو اپنے مستقبل سے واقف ہوتے ہیں۔ اور نہ ہی اس سے کسی قسم کا سوال کرتے ہیں تس پر بھی وہ اپنے منزل مقصود تک پہونچ جاتے ہیں۔

مگر انسان کی پیدائش کے وقت سلسلۂ ارتقا میں ایک نیا دورہ شروع ہوجاتا ہے۔ مگر اس کا یہ عمل انقلاب سے ہرگز کم نہ تھا۔ کیونکہ ہر ایک پودہ یا حیوان اپنی کسی نہ کسی غایت کی طرف جانے کی جد و جہد کر رہا ہے اور اس جد و جہد میں وہ اپنی عقل حیوانی کی پوری پوری پیروی کر رہا ہے۔ لیکن اس کو اس پیروی اور مدعا کی مطلق خبر نہیں وہ اپنی ترقی کو نہ ہی جانتا اور نہ ہی اس کا ارادہ کرتا ہے۔ بلکہ صرف اپنے ان قوانین کی اندھا دھند تعمیل کرتا ہے جو اُس کے اندر اُس کے خالق نے نقش کر دیئے ہیں۔ لیکن برعکس اس کے ذی ہوش انسان اپنے اعلےٰ تصورات اور غائتوں کو بخوبی جانتا اور ایک طرف دوڑنا چاہتا اور دوڑتا ہے۔ اُس سپہ سالار نے اپنے میدان جنگ اور اُس کے قاعدوں اور مدعا کا ایک گونہ اُسے علم دے دیا ہے اور اپنی مشورتوں اور تجاویز میں زیادہ زیادہ شریک کرتا جا رہا ہے ایسا کہ انسان اب بڑی عقلمندی کیساتھ اپنے مدعا اور منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے اپنے سپہ سالار کے ساتھ ملکر کام کر رہا ہے۔ بس ظاہر ہے کہ فطرت کے اندر ایک ایسے تصور مدعا اور حیات ہی تین چیزیں موجود ہیں اور اپنے مدعا کو بر لانے کے لئے باہم ملکر کام

کرتے ہیں۔ اور یہی فطرت کا خدا ہے جس میں ہم سب زندہ رہتے حرکت کرتے اور اپنی ہستی رکھتے ہیں۔ جس طرح ہم نے یہ دیکھا ہے کہ ہمارا جسم اور کل اعضا اور اُس کی تمام طاقتیں ایک ہستا خالق روح کی جو ہمارے اندر ہے مخلوق ہیں۔ اسی طرح ہم اس عالم کرہ کا بدن اور اُس کو اس بدن کا روح کہتے ہیں۔ اُس کی چیتنیا یا وقوف اس عالم کے رگ و ریشہ میں اُسی طرح جاری اور ساری ہے اور اُس کو زندہ کرتی ہے۔ اُس کے ہر عضو کو متحد کرتی ہے جس طرح وقوف انسانی یا آدمی کی چیتنیا آدمی کے جسم کے رگ و ریشہ میں بلکہ بال بال میں موجود اور موثر ہے۔ اور چونکہ خدا اس طرح سے اس عالم میں رہتا ہے۔ اس لئے یہ مادی عالم بھی بغایت روحانی ہے۔ اس عالم کے اندر جو ایک نامعلوم طاقت کی چیتنیا موجود ہے۔ وہ تمام ذی عضو اشیا میں بالخصوص اور کثرت کے ساتھ انسان میں ظاہر ہوتی ہے۔ گویا اس کے ہر ایک ریشہ میں خدا موجود ہے اور اُس کا روح انسان میں سکونت کرتا ہے۔

فلسطین میں تازہ فتوحات

فلسطین میں اس وقت ہماری فوجیں ترکوں کے مقابلہ میں خوب ڈٹی ہوئی ہیں۔ ۲۰ ستمبر کو ہماری فوجوں نے دریائے یردن میں ترکوں کو ماسوائے بائیں بازو کے ہر جگہ پسپا کر دیا۔ ہماری بائیں بازو کی فوج بیسیز باکا مسعودیہ جنکشن کی لائن تک اُس ریلوے اور سڑکوں کے دونوں طرف پہونچ گئی ہے جو مغرب سے نابلوس پر آ کر خم کھاتی ہیں۔ وہنے بازو کی فوج باوجود دشمن کے سخت مقابلہ کے دشوار گذار علاقہ سے عبور کر کے خان جی بیت الشفا دیہ خط پر جو شمال کیجانب یروشلیم نابلوس سڑک کی دونوں طرف سے پہونچ گئی۔ شمال کیجانب ہمارا رسالہ ہرگدوں کے میدان سے گذر کر ناصرة۔ افیول اور بیسان پر قابض ہوگیا اور دشمن کی منتشر گروہوں اور باربرداری کو جمع کر کے اپنے قبضہ میں لے لیا۔ اس طرح سے صرف یردن کے اوپر کے گھاٹوں کے سوائے تمام نکاس دشمن کے بھاگ جانے کے بند کر دیئے گئے۔ دریائے یردن کے مشرق کیطرف شاہ حجاز کے عربوں نے اُن ریلوے شاخوں پر بہت سی زدنگائیں جو درعا سے منتشر ہوتی ہیں اور متعدد بڑے بڑے پل برباد کر دیئے جن میں سے ایک دریائے یرموک کی وادی پر تھا۔

صحیح تعداد تو گرفتاریوں کی ابھی تک معلوم نہیں ہے مگر شمار کیا گیا ہے کہ آٹھ ہزار اسیران جنگ۔ بکثرت توپیں۔ گھوڑوں اور گلہ اور ذخائر سے جو باربرداری ہو رہی تھی۔ چار ہوائی جہاز۔ بہت سے انجن اور دیگر بے شمار سامان ہمارے ہاتھ آیا۔ ترکیوں کی جو بہت سی گروہیں دشوار گذار سڑکوں کے ساتھ ساتھ پسپا ہو رہی تھیں۔ اُن پر ہوائی جہازوں نے بم پھینک کر اُن کا سخت نقصان کیا۔ جرمن کا ہوائی جہاز ڈاک لے جا رہا تھا یہ خیال کر کے مقام افیول ابھی تک ترکوں کے پاس ہے وہاں اُتر پڑا۔ مگر جب معلوم ہوا کہ یہ مقام انگریزوں کے ہاتھ آگیا ہے تو اُس نے ہوائی جہاز کو خراب کر دیا اور ڈاک کے کاغذات وغیرہ جلا ڈالے۔ اور خود گرفتار ہوگیا۔ ایک موٹر جس میں چار ترکی افسر سوار تھے جاتی ہوئی ایک انگریزی مسلح کار کے سامنے آگئی۔ اگرچہ افسروں نے وار کئے مگر آخر کار پکڑے گئے۔ بعد کی خبر ہے کہ ۲۵ ہزار قیدی اور ۲۶۰ توپیں ہماری فوجوں کے ہاتھ آئیں فلسطین میں انگریزی فوجیں ہر جگہ مظفر و منصور ہو رہی ہیں۔

سہارنپور کا خلوتی جلسہ

سہارنپور کا خلوتی جلسہ اور کانفرنس جو ہندوستانی خادمان دین کی روحانی ترقی اور بشارتی کام کے متعلق ۱۸ و ۱۹ و ۲۰ ماہ رواں میں ہتارا بڑی عمدگی کیساتھ ختم ہوا۔ خاص بولنے والے پادری ڈینیل جونس پادری سرکار۔ اور پادری پاٹیے صاحبان تھے۔ اُن کے درس نہایت موثر اور دلچسپ تھے۔ اُن کے درسوں کا باہمی مقابلہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن کے درس فلسفیانہ مذہبی اور عملی تھے۔ اور کل ہم روحانی ترقی اور بشارتی کام کے متعلق تھے۔ امید ہے کہ اُن کے درسوں سے حاضرین کو بڑا فائدہ ہوگا۔ اُن کے درسوں کا خلاصہ امید ہے اگلے ہفتہ کے پرچہ میں درج کیا جائیگا۔

وائی ایم سی اے کی جھونپڑیاں اور کلب ہندوستانی سپاہیوں کیلئے

وائی ایم سی اے نے جو جھونپڑیاں اور کلب ہندوستانی سپاہیوں کے لئے متفرق ممالک میں بنائی ہیں اُن کی تعداد حسب ذیل ہے۔ فرانس میں ۱۵ ہندوستان میں ۱۳ اور میسوپوٹامیہ ۵۳ مصر میں ۱۹ اور مشرقی افریقہ میں ۴۔ یہ بھی ارادہ کیا جاتا ہے کہ قاہرہ میں ایک بڑا اچھا ریسٹ ہوسٹل اور ۱۲۰ اور کلب بنانے کے لئے ۲۵ ہزار پونڈ۔ میسوپوٹامیہ میں ۵۰ اور الحاقی کلب بنانے کے لئے ۲۰ ہزار پونڈ اور فرانس میں ہندوستانی توپ خانے کے ملازمین اور مزدوروں کے درمیان کام کرنے کے لئے ۲۵ ہزار پونڈ فراہم کیا جائے۔ جو عطیات اس بڑے کام کے لئے تاحال موصول ہو چکے ہیں۔ اُن میں یہ رقوم شامل ہیں۔ یعنی پی اینڈ او سے اور چارٹرڈ بینک سے ایک ایک ہزار پونڈ اور ایلرمان لائینوں سے ۵۰۰ پونڈ۔

انگلستان میں ہندوستانیوں کی قدر افزائی

خبر موصول ہوئی ہے

کہ انگلستان کے اخبارات "ہندوستان کے دن" کو بڑی قدر و منزلت دے رہے ہیں۔ ہندوستانیوں کی جنگی خدمات کی عظمت کو بڑی اچھی نگاہوں سے دیکھ اور ہندوستانی فوجوں کی بہادری اور شجاعت کی داد دے رہے ہیں۔ ان کے متعلق قسم قسم کی ہندوستانی علامتی اشیا انگلستان میں بن اور فروخت ہو رہی ہیں۔ مثلاً نقرئی لکڑیاں (گورکھیوں کے جنگی چیقبض یا خنجر) گلٹ کے ہاتھی بستارے جن پر تاج محل کی تصویریں بنی ہوئی ہوا کرتی ہیں۔ اور جھنڈے جن پر ہاتھی بنے ہوئے ہوتے ہیں۔ یہ اشیا ہر جگہ بنتی اور فروخت ہو رہی ہیں۔ مشہور مشہور سوسائٹیوں کی خواتین اس میں مدد کر رہی ہیں۔ اور ایسا ہی ہندوستانی خواتین اور بچے ہندوستانی لباس میں ہو کر اُن کی مدد کرتے ہیں۔ شہر لندن کے انڈین کی ایسوسی ایشن بھی اس تحریک میں شامل ہے۔ اُس دن موسم بڑا شاندار تھا۔ اور شہزادی دلیپ سنگھ نے جو اِس تحریک کی آنریری سکرٹری ہے۔ اُس دن پر متعدد مرکزوں کا دورہ کیا۔

مرزائیوں کی غلط بیانی { ۲۴ ستمبر کے الفضل میں

ایک نوٹ میں بیان کیا گیا کہ کپور تھلہ میں جو مباحثہ عبد الخالق مرزائی اور مسٹر عبد الحق مسیحی کے درمیان ہوا تھا۔ اُس میں اول الذکر کی "فتح عظیم" اور مؤخر الذکر کی شکست کا بیان پڑھکر ہم نے مسٹر موصوف سے درخواست کی کہ حقیقت حال سے ہمیں مطلع کرے۔ چنانچہ آپ نے بڑی مہربانی سے ذیل کا جواب لکھ کر عنایت کیا جسکو ہم بجنسہ چھاپتے ہیں۔ تاکہ جو غلط فہمی مرزائی لوگ اپنی غلط بیانی سے پھیلاتے ہیں اُس کا ازالہ ہو جاوے (ایڈیٹر)۔

کپور تھلہ میں جو مباحثہ خاکسار کا عبد الخالق مرزائی کے ساتھ ہوا اُس کی مفصل کیفیت تو غالباً مسٹر ایم این بوس ایڈیٹر سی ای پنجاب (جنہوں نے یہ مباحثہ کروایا تھا) اپنے اخبار میں درج کر دینگے۔ ناظرین اُس کو دیکھ لیں میں اپنی قلم سے کچھ نہیں لکھنا چاہتا۔ صرف الفضل کے نوٹ کو دیکھ کر اس خیال سے کہ مبادا مفصل کیفیت شائع ہونے سے پہلے غلط فہمی پیدا ہو۔ اتنا عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ ناظرین مرزائیوں کی "فتح عظیم" کے دعوے کی بجائے اُس کا اُلٹ سمجھیں۔ لالہ درگا داس صاحب مجسٹریٹ جو اُس دن پریذیڈنٹ جلسہ تھے۔ اور دیگر غیر مرزائی منصف مزاج حاضرین مباحثہ مرزائیوں کی اس افسوسناک "شکست عظیم" سے خوب واقف ہیں۔ غالباً مسٹر بوز صاحب اپنے رسالہ میں لالہ لبھو رام صاحب سکرٹری ڈیبیٹنگ کلب کا (جو ہمارے لیکچر مسیح ثانی میں پریذیڈنٹ تھے) ریویو بھی درج فرمائیں گے۔ اس لیکچر میں مرزائیوں کو مباحثہ کے روز سے بھی بڑھکر "شکست عظیم" حاصل ہوئی حتی کہ لیکچر سے پیشتر صرف اشتہار پر ہی مرزائی صاحبان نے اس لیکچر کو بند کرانے کے لئے صاحب مجسٹریٹ کے حضور صدائے احتجاج بلند کی۔ اور جب اُس میں ناکامی ہوئی تو ناچار لیکچر میں ہی حاضر نہ ہوئے۔ یہی ہے مرزائیوں کی "فتح عظیم" اور سوا سیر چاندی کے انعام کا وعدہ! اور الفضل میں ڈنکے کی چوٹ اُن کا اشتہار!!!

عبد الحق۔ لودیانہ۔

گوجرانوالہ میں ایک عظیم مشاعرہ { ضلع گوجرانوالہ کی پبلسٹی

کمیٹی کے اہتمام میں مورخہ ۱۹ اکتوبر ۱۹۱۸ء کو بوقت ۴ بجے شام مہاں سنگھ باغ میں بمقام گوجرانوالہ بصدارت صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گوجرانوالہ ایک عظیم مشاعرہ منعقد ہوگا۔ جو شاعر صاحبان اُس میں حصہ لینا چاہیں وہ براہ مہربانی سکرٹری پبلسٹی کمیٹی گوجرانوالہ کو قبل از ۱۳ اکتوبر ۱۹۱۸ء اطلاع بھیج دیں۔ مشعر جو پڑھے جاوینگے وہ خواہ اُردو میں ہوں خواہ پنجابی میں لیکن مفصلہ ذیل مضامین میں سے کسی ایک یا زیادہ پر ہونے چاہئیں۔ (۱) سلطنت انگلشیہ کا اقبال و طاقت (۲) لڑائی کا موجب (۳) لڑائی میں ہندوستان کا فرض (۴) پختہ امید فتح (۵) جرمن اور انگریزی طرز سلطنت کا مقابلہ (۶) ضلع گوجرانوالہ کا لڑائی میں کام۔ انعامات حسب ذیل ہونگے۔ یعنی درجہ اول [illegible] درجہ دوم [illegible] روپیہ۔ جو صاحبان اس مشاعرہ میں شریک ہونا چاہیں وہ اپنی نظمیں لالہ امرناتھ صاحب ایم اے۔ ایل ایل بی۔ ایم بی ای اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر سکرٹری پبلسٹی کمیٹی گوجرانوالہ کے پاس بھیج دیں۔ یا خود وہاں حاضر ہو کر نظمیں پڑھیں۔ مسیحی شاعر بھی اس میں شریک ہو کر قسمت آزمائی کریں۔

قابل توجہ این آئی سی ٹی اینڈ بک سوسائٹی { سنیاسی مشن کے ماہنامہ (نامزدہ) ہائی پریسٹ اور

پربھو یسوع خرسٹ میں ہمارے پیارے مانیہ ور بھراتا سوامی نربھیانند بھارتی جی لکھتے ہیں کہ

آج ہم نہایت خوشی کے ساتھ اپنے ناظرین با تمکین کو مژدہ دیتے ہیں کہ ہماری مشن (سنیاسی مشن) کے بشپ صاحب ممدوح نے بھارتی کو اجازت دی ہے کہ اپنے آرٹیکل مندرجہ نور افشاں جلد ۶۴ نمبر ۳۳ مورخہ ۱۶ اگست ۱۹۱۸ء بعینہ

کار سیا ئنڈنس صفحات ۲۰ وغیرہ سپیڈی تک سادھو پکٹیا جلی نہیں ۳ نارتھ انڈیا کرسچین ٹریکٹ اینڈ بک سوسائٹی الہ آباد (صوبہ متحدہ) کو بطور برادرانہ صلاح دیں کہ سوسائٹی موصوف ایڈیشن (سادھو پکٹیا جلی نہیں) کو ٹھیک اُسی طرح بیا ردو حروف میں شائع کرے تو امید واثق ہے کہ یہ عجیب وغریب ٹریکٹ پبلک کی بہبودی دینی و دنیوی اور نجات کا باعث ہوگا۔ ہمارے ناکارہ م غلام داس نومسطیح کا خیال ہے کہ مہاتماؤں کے اکھاڑہ میں یہ ٹریکٹ بڑا کام دیگا کیونکہ ناگا جی ایک رنگیلا ٹرڈ کھاڑہ (نروانی دلیشنو) کے ذی اختیار پنچ پرمیشور یعنی خری ویشنو کی پارلیمنٹ کے ممبر رہے ہیں۔ آپ سے سادھو دنیا خوب واقف ہے۔ ہماری کوشش اس کا مل ہے کہ بھائی ریورنیڈ جے۔ ایف جانسن ڈی ڈی مصنف سادھو پکٹیا اس (سادھو پکٹیا جلی نہیں) ٹریکٹ کو بھی اپنی سرپرستی میں لے کے ندی یہ ٹریکٹ سوسائٹی شائع کرا کے ملک ہند کو ممنون احسان بنائینگے مسیحی برادرانہ آداب و نیاز قبول ہو

چین میں آسیب زدہ کی شفایابی دعا کے ذریعے

چانیسا پریس دسنگھائی لکھتا ہے کہ چین کے ایک گاؤں زنگلین نام میں ایک شخص کی بیوی کی شفا جس پر دیو سوار تھا ایسا ہی ذکر پایا جاتا ہے جیسا کہ بائیبل میں مذکور ہے۔ حالات اس طرح پر بیان کئے جاتے ہیں کہ تسانگ نامے ایک شخص نے شادی کی اور اپنی دلہن کو اپنی والدہ کے گھر لے گیا۔ اور وہاں ہی رہنے لگا۔ شادی کے تھوڑے ہی عرصہ بعد مسز تسانگ ایک خراب بیماری میں مبتلا ہوگئی۔ ایسا کہ کسی کو نہ پہچانتی۔ اپنے دانتوں سے زبان چباتی۔ اپنے بازوؤں کو کاٹا کرتی اور چیت لیٹ جایا کرتی تھی۔ کبھیں اُٹھ کر بے تحاشہ اِدھر اُدھر دوڑنے۔ اور گرد کی چیزیں پھینکنے میزوں وغیرہ کو اُلٹنے اور لوگوں کو مارنے تک پڑتی تھی۔ اُس کی صحت کی خاطر بہتیرا جھاڑ پھونک کیا جاتا۔ جادو منتر پڑھا جاتا۔ غرضیکہ ہر قسم کا ممکن علاج کیا جاتا رہا۔ مگر کوئی کارگر نہ ہوتا تھا۔ یہ بیچاری عورت اسی حالت میں بڑے گندے اور بُرے الفاظ بولا کرتی تھی۔ اور بعض اوقات ایک غیر علاقہ کی زبان بولا کرتی تھی جس کو وہ مطلق نہ جانتی تھی۔

جب اسی حالت میں اُس کو بیس دن سے زیادہ گذر گئے تو اتفاق سے ایک روز اسی گاؤں کی میتھوڈسٹ کلیسیا کی ایک عورت تسانگ کی بیوی کو بلانے آئی اور اُس سے بات چیت کرنے لگی لیکن جواب مطلق نہ پایا۔ تب اُس مسیحی عورت نے ایک دو گیت گائے اور دعا کی۔ مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ یہ دیکھ کر اُس نے اپنے پاسٹر مسٹر زی سے درخواست کی کہ وہ بھی اُس کو آکر دیکھے۔ چنانچہ اُس نے اُس مسیحی عورت کی درخواست منظور کرلی۔ اور ایک روز شام کے وقت اپنی کلیسیا کے کئی ممبروں کے ساتھ جبکہ وہ اندھیرا ہو گیا تھا۔ وہاں جا پہونچا۔ اور جب شکل سے اُس نے مسز تسانگ کی توجہ اپنی طرف کھینچی تو اُس نے اُس کا نام دریافت کیا۔ عورت نے کہا میرا نام لی ہے۔ پاسٹر نے کہا نہیں میں بخوبی جانتا ہوں۔ کہ تو کون ہے۔ تو شیطان ہے۔ عورت نے غصہ کے لہجے میں کہا نہیں میں سچا دیوتا ہوں۔ جب پاسٹر صاحب سے کچھ بھی نہ بن پڑا تو اُس نے اپنے چرچ ممبروں کو اپنے پاس جمع کیا اور دعا مانگی۔ اور ایک گیت گایا۔ اور پھر کر یہ روح سے یوں مخاطب ہوا۔ یسوع مسیح کے نام سے میں تجھے حکم دیتا ہوں کہ اس میں سے نکل آ۔ یہ سنتے ہی عورت مکروفرش پر گر پڑی اور مردہ سی ہو گئی۔ ہاتھ پیر سرد پڑ گئے۔ اور تین گھنٹوں تک ویسا ہی پڑی رہی۔ ایسا یقین ہوتا تھا کہ وہ سچ مچ مر گئی۔ اور نہ صرف نہایت ہلکی سی سانس لیتی تھی بلکہ کان لگانے سے بمشکل سنائی دیتی تھی۔

اسی اثنا میں لوگ آنے جانے لگ پڑے۔ اور گھر آدمیوں سے بھر گیا۔ اور ہزار سے زیادہ تماشبین باہر کوچہ میں جمع ہو گئے۔ انہیں بہت جوش پھیلا ہوا تھا۔ اور ہر ایک یہی کہتا تھا کہ تسانگ کی بیوی فوت ہو گئی ہے۔ لوگ غصہ سے بھر گئے۔ اور کلیسیا کے ممبران کو مارنے کی اور گرجا گرادینے کی دھمکیاں دیتے اور کہتے تھے کہ ہم یسوع کی تعلیم کو شہر بدر کر دینگے۔ لیکن قبل اس کہ عورت بیکھے اور عمل کیا جائے وہ فوراً زندہ ہو کر بیٹھ گئی۔ اپنے رشتہ داروں اور دوستوں کو پہچان یا معمول طور پہ بات چیت کرنے لگی اور بالکل وہ تندرست ہو گئی۔

اس سارے ماجرے سے شہر میں سنسنی پھیل گئی۔ اور لوگوں میں جوش پیدا ہو گیا۔ خاندان کے خاندان نہ صرف مسیحی ہونے لگ پڑے بلکہ تمام علاقہ کے متمول اور سر آوردہ خاندانوں نے اپنی بت پرستی کے سارے ساز باز جلا ڈالے۔ بہتوں نے کلیسیا کے رجسٹر میں اپنے نام بطور متلاشیوں کے درج کرائے۔ اور مسٹر تسانگ اور اُس کی والدہ بیوی تینوں اصطباغ پاکر کلیسیا میں شامل ہو گئے۔ شنگھائی کے علاقہ زین نین کے باشندوں اور گرد و نواح کا عام خیال ہے کہ چین کے اُس خاص علاقہ میں بت پرستی کو بھاری شکست ہوئی +



ایڈیٹر نامہ نگاروں کی رائے کا ذمہ وار نہیں

کالون سنگھ غنی

دھرم کے دھنی

اردن زنجن نراکار کی گتی اس مرتکا کی مورت (خاک) کی سامرتھ سے کوسوں پرے ہے۔ سنتہ ہے "دیاتنہ توری گستی لکھ نہ پڑے"۔ بڑے سے بڑے سدھ یوگی وہ وان کٹھن کرتے کرتے چل بسے۔ پرنتوں کسی نے اُس لوک کی وارتا نہ بتائی کہ وہاں کیسے بیتتی ہوگی۔ نہیں بڑھا بھارتی بھولا جاتا ہے۔ ایک (گورو سوامی) نے منگل سماچار سنائے۔ جو سبھوں کے من بھائے۔ کون جانے گورو دیو کس کس ڈھنگ سے پرسن ہو کے موکش دان دے دیتے ہیں۔

پتت سے پتت گنگار (فاحشہ) کا کلیان۔ کاملین کا رہبر علاو فضلا کی انجمن ہائے کا صدر نشین حسب و زمانہ کثرت رائے "دنیا کا خدا" ۔ بادشاہ فرعون کے دل کا سخت ہونا بڑے بڑے ماہران عقیو لاجیکل کے بدونیران سمجھاتے سمجھاتے آخر میں جا کے یہی کہہ بیٹھتے کہ بعض "خدا کی باتیں خدا ہی جانے" اردو دلکھے رہے تھے۔ بھارتی کی مورکھتا سے عربی شبد کے ساتھ ٹھیٹھ ہندی شبد دھنی ملایا۔ کیا ہوا غنی سے غنی کو ملایا تب بڑی چینتا سے دھنی بنایا ہماری مشن کے پرانک اچاریہ (پرانشیل ہائی پرسٹ) نے آج درشن دے کے اپنے چرنوں کی رجوں سے کرتارتھ کیا۔ آپ نے اشیرباد دے کے خبریہ سور افتتاں ۳۰ اگست یح ۱۰ کالم پنجم

ســـ رومی ۱۰ باب ۱۵ آیت

سنایا۔ اور نشیش میں اوچارن کیا کہ بے دھرم چتوا (ہماری مشن میں ہائی پرسٹ۔ پرسٹ گنوں کو دھرم پتر کر کے ایڈریس کرتے ہیں۔) ان تھوڑی سی پنکتیوں (سطور) کا سکھک گیانی کلیانی (نجات یافتہ) جن ہے۔ شیکرہ اوتر دیا جائے کہ بکھک کو گرو سوامی شانتی پردان کریں۔

سنئے لالہ جی! آپ کو ممبر بنانے میں سنیاسی مشن کو کسی پرکار کا اب جیکشن نہیں۔ آپ سے ممبری کی نیا ولی (رچ کینس) کا سار پوچھا جاتا ہے (لا رتھات) ہماری مشن کے منسٹری گنوں کی سیوا میں جو ادب تتھ ہونا چاہیئے وہ صوموار اتھوا گورو بار۔ منگلا آرتی سے سوا پہر دن چڑھے تک اشنان دھیان۔ دھرم پستک کا پاٹ کر کے کم سے کم سوا سیر شیرنی بھوگ کے لئے اور سوا روپیہ چرن پادو کا کی بھینٹ (نذرانہ) لے کے آوے۔ یہ کنگال سے کنگال ممبر کے لئے نیم ہے) لوکل ممبران منگلا آرتی اور سندھیا آرتی میں آسکتے ہیں۔ یہ نہ آسکیں تو اپنی بھینٹ پوجا کسی کے دوارہ پرسٹ انچارج کی سیوا میں بھیج دیا کریں۔ گرہست ممبر ہمارے منسٹری لیڈران سے سنگھ کسی پرکار کا سنسکاری سنگار ارتھات کیس بنانا۔ ٹیڑھا ترچھا صافہ ٹیڑھی ٹوپی یا کسی بھانتی کا بھڑکتا جھلکتا بستر پہنا۔ کیول آدھی دھوتی پہنے آدھی اوڑھے ہوئے ہاتھ جوڑے اُس سمئہ تک کھڑے رہنے ہوگا۔ جب تک اچاریہ مہاشے جی آگیا نہ دیں۔ یدی دور سے کسی اچاریہ کو مارگ سے دیکھے تو ترنت بستر اتار کے۔ جوتا۔ چھڑی الگ کر کے۔ یتھا شکتی بھینٹ پوجا لے کے چرن چھوئے۔ یدی ایسا نہ کرنا چاہیئے تو دہنے ہاتھ لگ جانا چاہیئے کبھی اور کسی سمئہ بنا آگیا مکھ سے بات نہ نکالنا ہوگی۔ اچاریہ منسٹری کو جگت گورو مہاراج کا دہنا انگ جان کے مان ستکار کرنا ہوگا۔) ہرش

میں کم سے کم ایک بیر یہ پھرا ؤنی (یعنی گرہست ممبر سال میں کم از کم ایک دفعہ اپنے گھر پر تقدس مآب کی قدمبوسی کرے) اس میں مفلس سے مفلس سوا سو روپیہ کا خرچہ جھیلنا پڑتا ہے۔ پتر، پتری جنم مرن۔ بیاہ۔ جنم دن۔ پرب اور اشنانشٹ اور اسند اور منگل کے سمیوں پر اچاریہ مہاراج (مراد کسی منسٹری انچارج کلیسیا کے پاسبان) کے چرن پادو کا کی سوا روپیہ بھینٹ اور سوا سیر شیرنی بھوگ کے نمت آچاریہ بھون (پارسنیج) میں چڑھانا ہوگی۔ پورن ماسی پورن ماسی منگل سماچار کی کتھا (ہول بائبل) کرانا ہوگی۔ اور اسی دن مہا بھنڈارہ (ایک عشائی رسم) بھی کرنا ہوگا۔

لالہ جی! سنیاسی مشن کی ممبری۔ جیوت مرن (زندہ درگور) اتھوا سولی کا چڑھنا ہے۔ ہماری مشن کے بھائیوں کو دیکھ کے بڑے بڑے اچاریوں کے چھکے چھوٹ جاتے ہیں۔ سنتہ تو یہ ہے کہ ہاتھوں کے توتے اڑ جاتے ہیں۔

ہماری مشن کے منسٹروں کے درشن ویسٹرن ڈھنگ بھرا تاؤں کے گھر پر اسی سے دلچسپ ہیں کہ ہم رنگ منگل سماچار کی وہ درشا نہیں دیکھنا ادچت سمجھتے ہیں جو آپ سب کے یہاں ہوتی ہے (آپ ہم لوگوں کو بدعتی کہیئے یا کافر ہم تو منگل سماچار کو گورو نارائن کا انگ سمجھتے ہیں) الگ سے ہم لوگ آپ کی سنا دی وعظ خوب سنتے رہتے ہیں۔ اور آپ سب کے کام سے اتی پرسن ہوتے ہیں۔ یہ جان کے کہ آپ سب میں پربھو آپ ہی کا رنگ ڈھنگ کر کے درشن دیتے ہیں۔ دھنیہ آپ کی لیلا اپرمپار ہے۔ کسی نے سنتہ کہا ہے۔ "جیسے کو ہر تیسے" ناشری (ناصری) لیلا کو سمجھنا بڑا ہی کٹھن ہے۔ جے دیو!

بھائی۔ من موہن کالون!! آپ کو ہم رنگ ایک

سمتہ سے برابر دیکھ رہے ہیں۔ ہم لوگ یگانا اچیاس ہیں۔ کوئی کھیل تماشہ نہیں۔

ہمیں پورن گیان ہے کہ سنیاسی مشن میں گورو دیو آپ کے دوارہ بڑے سے بڑے کاریہ کرینگے۔ وہ دن نکٹ آن پہونچا ہے کہ ہمارے کوئی منسٹر یا ویدیشنک آپ سے کرسچن کالج لکھنؤ میں سپت کال ہی جا کے ملیں۔ یوں تو ہم لوگ سردیا آپ کو دیکھتے رہتے ہیں۔ گورو ناد آئن وہنا انگرہ کریں۔ اور آپ جیسے بہت سے یوگیہ پرشوں کو سنسار پچار کے لئے کھڑا کریں۔

ہماری مشن کے منتر بیہ ایک جیجا دایک نیان) ہو کے کہہ رہے ہیں کہ آپ سے مشن کے سب نیم پالن ہو جائینگے۔ یہ جو نے سنیاسی مشن کی ممبری کے لئے آپ کو تیار کر رکھا ہے۔ اور جو کچھ کسر مسر ہے وہ سب نکل کے آپ شگیرہ ادھیچلنے کو دنے لگیں گے۔

اونتی۔ آپ اپنی ہمک اونتی کا اوہ جو شریمد نور افشاں دوارہ سمتہ سے پرگھٹ کرتے رہیں گے کہ پاٹھکوں کے لئے لابھ دایک سدھ ہووے۔

شانتی کا پرچو آپ کو شانتی دے!

آپ کا منسٹر سوامی نربھیانت بھارتی اچھا پورم۔

زندگی

للہ الحمد ہر آں چیز کہ خاطر میخواست

آخر آمد بس پردہ تقدیر پدید۔

تمام ناظرین جن کی چشم حقیقت نگر سے رچیہ زندگی سال بھر متواتر گذرتا رہا ہے۔ اس امر سے بخوبی واقف ہیں کہ مسٹر پیارے لعل صاحب شاکر (میرٹھی) ایڈیٹر و مالک رسالہ ہذا کس قدر محنت و جانفشانی اور خوش اسلوبی سے باوجود پے در پے مشکلات اور گرانی و قلت کاغذ وغیرہ کے اس رسالہ کو ایڈٹ کر رہے ہیں۔ یہ رسالہ نہ صرف بلحاظ کاغذ لکھائی چھپائی ہی اعلےٰ درجہ کا ہے۔ بلکہ نظمیں اور مضامین جو اس میں درج ہوا کرتے ہیں۔ کیا بلحاظ نفاست مضمون اور کیا بلحاظ زبان دانی نہایت ہی بلند پایہ کے ہوتے ہیں۔ چنانچہ اس پرچہ کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے ایک مشہور اہل قلم بزرگ نے مجھ سے فرمایا کہ پرچہ زندگی نے تو امرتسری مسیحی کو بھی مات کر دکھایا۔ اس ریمارک سے مسٹر شاکر کی علمی لیاقت کا بھی ثبوت ملتا ہے۔ جو محتاج بیان نہیں*

بعض اصحاب کا خیال ہے کہ مسٹر شاکر نے پرچہ کا اجرا ٹھیک وقت پر نہیں کیا۔ بہتر ہوتا کہ تا اختتام جنگ اس کا اجرا ملتوی رکھتے۔ لیکن میرا خیال ناقص اس رائے کے برعکس ہے اور وہ یہ ہے کہ جو کام مشکل وقت میں شروع کیا جائے اور پریشانی یا ہراسانی کو دل و دماغ میں جگہ نہ دے کر حوصلہ اور دلجمعی سے کام لے کر کسی نہ کسی طرح اُسے مشکل و پرآشوب وقت سے کھینچ گھسیٹ کر نکالا جائے وہ آخرکار بڑی کامیابی کا منہ دیکھتا ہے۔ اور مابعد کے حوادثات زمانہ اُس پر کچھ اثر نہیں کر سکتے۔ ہاں وہ اُس خالص سونے کی مانند ہو جو آگ میں تپایا ہوا ہو اور جس کے سب سقم آتشی حرارت سے دور ہو گئے ہوں۔ سو مسٹر شاکر حوصلہ پکڑیں اور نیک نیتی اور خاطر جمعی سے خداوند کریم پر توکل کر کے اس کام کو کئے جائیں تو آخر کبھی تو طوفان کے بعد امان بھی ہو گا*

اگرچہ مسٹر شاکر کو گذشتہ سال چند ایک پرچے دو ماہی نکالنا پڑے۔ لیکن ناظرین کا فرض ہے کہ اس بارے میں خاص رعایت ملحوظ رکھیں کیونکہ جیسے آپ اونے اور بڑی عمر والے چلتے پھرتے پر بیچ پرچہ گرانی کاغذ معذور ہو کر گھٹنوں کے بل چلنے لگے اور اُن کے مالکان کو یا تو اخبار ہی بند کرنا پڑا اور یا چندہ میں اضافہ۔ تو بیچارہ زندگی جس کی عمر ابھی ایک ہی برس کی ہے جس نے ابھی چلنا بھی نہیں سیکھا اگر رینگتے رینگتے تھک کر تھوڑی دیر دم لینے کے لئے بیٹھ گیا تو کیا مضائقہ۔ بہرحال ہمیں ہمت نہ ہارنا چاہیئے

ع:- ہمت مرداں مدد خدا۔

یہی ایک پرچہ ہے جس کو صحیح معنوں میں ہم مسیحی جماعت کا ترجمان کہہ سکتے اور جس سے ہماری آئندہ کی امیدیں وابستہ ہیں۔ نور افشاں اور دیگر رسالجات اپنی اپنی جگہ اچھے ہیں اور خوب خدمت انجام دے رہے ہیں۔ لاہور سے پرچہ قاصد اور کپور تھلہ سے پرچہ سی۔ ای خاصی آب و تاب سے نکلتے ہیں۔ لیکن

ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است۔

پرچہ زندگی اپنی طرز کا ایک ہی رسالہ ہے۔ اور ایسے ہی ایک پرچے کی ہمیں اس وقت ضرورت بھی ہے۔ سو ہم مسیحیوں کو لازم ہے کہ اس نونہال امید کو زندہ رکھیں کیونکہ یہ پرچہ مسٹر شاکر کا نہیں۔ اس سے اُن کو نفع یا روٹی کمانا مقصود نہیں۔ یہ پرچہ مسیحیوں کا اپنا ہے پس اس امر کو سنبھالنا پالنا اور پوسنا بھی ہمارا ہی فرض ہے۔ (اور پھر چندہ کوئی لمبا چوڑا نہیں۔ فقط دو روپیہ (عہ)

اگر پنجاب اور یوپی کے تمام اُردو خواں اصحاب اس کو خریدیں تو اس کو چلانا کوئی مشکل امر نہیں۔ اور مسیحی طلبا یونیورسٹی جن کی اُردو دانی کے افسانے آئے دن سننے میں آتے ہیں۔ اگر اس کو خرید کر پڑھیں تو ایک پنتھ دو کاج اُن کی زبان دانی میں بھی ترقی ہو گی اور پرچہ کی مدد۔ علاوہ بریں تمام صاحبان ثروت اگر حسب توفیق مسٹر شاکر کو تا اختتام جنگ کچھ ماہوار یا چندہ کے علاوہ کچھ مزید رقم بطور عطیہ عنایت فرما دیں تو نہایت ہی انسب ہو گا۔ جب خیر نہ آ،

کے لوگ اپنے پرچوں اور اخباروں کے لئے اتنا کچھ کر رہے ہیں تو کیا ہم میں اتنی بھی غیرت نہیں کہ ہم ایک مسیحی پرچہ کا مشکل وقت اور تنگ دستی میں ساتھ دیں؟ اگر نہیں تو حیف ہماری زندگی پر۔ ہم "مُردہ" ہیں اور

مُردہ دل خاک جیا کرتے ہیں؟

نیز تمام موجودہ خریدار اگر کم از کم ایک ایک اور خریدار اس سال مہیا کریں تو اس کے ذریعہ سے بھی پرچہ کی اشاعت میں سہولت ہو سکتی ہے اور آخر میں تمام پرزور اہل قلم سے بھی التماس ہے کہ اپنی تحریرات سے زندگی کے اوراق مزین کریں اور مسٹر شاکر کا کلیسیائی خدمت اور اظہار جلال مسیح خداوند میں ہاتھ بٹائیں۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

اور واضح رہے کہ یہ سطور میں نے اپنی طرف سے لکھی ہیں کسی کی درخواست پر نہیں۔ مجھے مسٹر شاکر سے ہمدردی ہے اور زندگی کے لئے دعا کہ شعر

تیرا اُٹھان ترقی کرے قیامت کی
تیرا شباب بڑھے عمر جاوداں کی طرح

فقط۔ احقر۔ فرینک نجم الدین۔ اخز۔ انڈین آرمی وائی۔ ایم سی۔ اے۔ ایبٹ آباد۔

موت

اے موت تیرا ڈنک کہاں۔ اے قبر تیری فتح کہاں

مُسدّس طبعزاد

پادری طالب الدین صاحب مرحوم

۲۲ نومبر ۱۸۸۸ء

(پادری صاحب مرحوم کی یہ طبعزاد اُس وقت کی ہے جبوقت کہ ابھی کالج میں داخل ہی ہوئے تھے۔ واعظ)

چھوٹتا موت کے چنگل سے نہ دیکھا کوئی
یہ وہ آزار ہے جس سے نہیں بچتا کوئی
چاہے مفلس ہو زمانہ کا ہو مارا کوئی
جاہ و نسب کا ہو گو برتر اعلیٰ کوئی۔
اس کے ہاتھوں سے رہائی نہیں پاتا کوئی
اس کے پھندے میں پھنسا پھر نہیں چھوٹا کوئی

یہ مرض ایسی ہے جس سے نہیں ہوتی ہو شفا
جس کی تشخیص میں انگشت بدنداں حکماء
رہتے ہیں سوچتے اس پہ کہ ہے کیا یہ بلا
جس سے بچنے کا کسی سے بھی نہ دارو نکلا
لقمۂ موت وہ خود آپ ہی ہو جاتے ہیں
آپ بھی قبر ہی میں اپنی جگہ پاتے ہیں۔

موت کے نام سے عوام کو ڈر آتا ہے
گر خستہ سینے میں دل اُن کے دہلجاتا ہے
غنچۂ جان بس اک جھونکے میں مرجھاتا ہے
طرفۃ العین میں دم تن سے نکلجاتا ہے
گودیں پاؤں پھیلا آدمی سو جاتا ہے۔
زندوں کو مُردے کا رنج والم ہو جاتا ہے

سامنے موت کے دم ناک میں آجاتا ہے
پہلوانوں کا بدن خوف سے تھرا جاتا ہے
ملک الموت جو اپنی شکل ہی دکھلاتا ہے۔
سحر ساحر کا وہیں خاک میں ملجاتا ہے۔
کوس رحلت کی صدا کان میں جب آتی ہے
نوجوانوں کی رواں جسم میں گھبراتی ہے

روبرو اُس کے ہیں سب اصغر و اکبر یکساں
ہے لحاظ اُس کو نہ کچھ پیر کا نہ پاس جواں
اُس کے نزدیک برابر ہی دانا ناداں
نہ اُسے جہل کی پرواہ ہے نہ دانش کا گماں
سب کو بس کھینچ کے پیگور کو لے جاتی ہے
ماتم و نالہ یہ زندوں کو دیئے جاتی ہے

صاحب علم و قدر آن میں مرجاتے ہیں۔
قدر اور علم اسی دہر میں دھر جاتے ہیں
اپنے خویشوں کو غم و فکر سے بھر جاتے ہیں
ایک ویرانہ سا لئیقوں کو وہ کر جاتے ہیں
گریۂ اور مغموم پہ نہ ترس یہ کھائے
نہ اُسے نالۂ ایتام پہ کچھ رحم آئے۔

شرق سے غرب تلک نام تھا جن کا روشن
داد دیتے تھے شجاعت کی پہنکر جوشن
نازو انداز سے رہتے تھے جو بانکے بن ٹھن
عیش و عشرت جو کیا کرتے تھے اور سیر چمن۔
نام گمنام ہوا اُن کا ملا خاک میں تن
گور خانہ ہوئی اور قبر بنے مسکن۔

رستم و زال جو لاثانی تھا با تاب و تواں۔
جنکی شہ زوری پہ عش کرتا ہے ابتک جہاں
اور اسفند سے بس روح تناں اور جواں
ایسے دم بند ہوئے کھول سکے پھر نہ زباں
اس کے آگے تو سکندر کے بھی چھکے چھوٹے
ہاں فلاطوں کی بھی یہاں عقل کے رشتے ٹوٹے

باپ اور ماں سے الگ لخت جگر ہوتا ہے۔
اشک آنکھوں سے رواں دیدہ تر ہوتا ہے
مرگ زوجہ سے تباہ خانہ و در ہوتا ہے
ہجر دلبر سے زباں غم سے بلب رہتا ہے۔
اور کبھی جو رو سے شوہر کو جدا کرتی ہے
ہائے کیا زخم بڑے چھاتی پہ یہ دھرتی ہو

شکوۂ موت نے گو طول ہے اتنا پایا
سچ تو یہ ہے کہ کیا اپنا ہی آگے آیا
حکم حاکم کا خود آدم ہی نے بر لایا۔
سرکشی نے ہمیں اس موت کو دکھلایا
ہائے خود کردہ کا کیا ہوگا مداوا کہئیے۔
اس سے بچنے کا کسے ہووے گا یارا کہئیے۔

خوش ہو اب دیکھ کہ ابلیس کا اب سر پھوٹا
قبر کا تو وہ تیرا نقش اے موت اب ٹوٹا
پھر ہمیں مل گیا دیر کا ترکہ چھوٹا ہے -
باغ امید میں سرسبز ہوا گل بوٹا ہے
کیوں ڈریں تجھ سے دکھا آنکھ نہ بیجا اپنی
منفعت موت ہے اور زیست مسیحا اپنی
فاتح تجھ پہ سہا ہم کو جلایا اُس نے
رونق حق کا ہے جو جلوہ دکھایا اُس نے
اپنا ہر طالب حق کو ہے بتایا اُس نے
آب حیواں سے ہمیں خوب پلایا اُس نے
راز قا رزق کرم سے یہ تشفی دے انہیں
جنکا غمخوار بلایا ہے تسلی دے انہیں

تحریر کنندہ - نقل کنندہ - فرستادہ
واعظ -

پنجابی زبان میں انعامی مشاعرہ

بزم اُردو کی سرپرستی میں ایک پبلک مشاعرہ پنجابی زبان میں بتاریخ ۲۹ ستمبر ۱۹۱۸ء بروز اتوار بوقت ۷ بجے اسلامیہ کالج کے حبیبیہ ہال میں بصدارت آنریبل خان بہادر میاں محمد شفیع صاحب سی - آئی ای بیرسٹرایٹ لاء رئیس اعظم لاہور منعقد ہوگا پنجابی زبان کے شعرا کی خدمت میں التماس ہے کہ ذیل کے مضمون پر پنجابی زبان میں نظمیں تیار کریں - "سلطنت برطانیہ کی تعریف" "رعایائے ہند کی وفاداری" "جرمنوں کے مظالم" "فوجی بھرتی سے سرکار کی امداد" - نظمیں مسدس یا مخمس کی صورت میں ہوں شعرا اپنی نظم کے لئے کوئی مناسب اور اچھا سا ٹیپ کا مصرع یا شعر تجویز کر کے اُس پر گرہ لگائیں اور ہر بند کے آخر پر وہی مصرع یا شعر رکھے نظمیں سلیس اور عام فہم ہوں - اور ۸ بند سے زائد نہ ہوں سب سے بہتر نظم کے لئے بیس روپے اور دوسرے اور تیسرے درجے کی نظموں کے لئے دس دس روپے کا انعام دیا جائیگا - نزدیک کے مقامات کے شعرا اگر اپنی نظمیں خود تشریف لاکر پڑھیں تو نہایت مناسب ہوگا جو صاحب بیرونجات سے نظمیں بھیجیں اُن کی نظمیں ۲۷ ستمبر ۱۹۱۸ء تک سکرٹری بزم اُردو لاہور کے نام آنی چاہئیں ❊

نوٹ :- نظموں کا انتخاب ایک سب کمیٹی کے سپرد ہوگا ❊ (۲) نظمیں خوشخط حروف میں لکھکر بھیجنا چاہیئے (۳) لاہور کے شعرا کو بھی اپنی نظم کی ایک خوشخط نقل ۲۷ ستمبر ۱۹۱۸ء تک سکرٹری کے پاس بھیجدینی چاہیئے ورنہ مشاعرہ میں پڑھنے کی اجازت نہ ہوگی - (۴) مشاعرہ کے وقت کوئی نظم نہ لی جائے گی -

بشیر حسین خاں سکرٹری بزم اُردو

---

۵ طالب نے گویا مرنے سے مدتوں پہلے اپنے عزیزوں کے لئے دعا کی - جبکہ ہنوز شادی نہ کی تھی - ر - م - د

مونی بابا

گزشتہ سے پیوستہ

(۸)

لیکن پیارے لعل وہاں بھی بانہ رہا نہ گیا - جو اُس کو سمجھاتے تھے وہ ہاتھ جوڑکر اُن سے کہتا تھا میں کمزور آدمی ہوں - ان چاروں طرف کے بھٹکانے والے واقعات اور آزمائشوں کے بیچ میں رہ کر مجھ سے دھرم سادھن نہیں ہوتا - آپ لوگ مجھ پر رحم کر کے خوشی سے مجھے رخصت کرو - اگر میں بھگوان کرپا ایت ہو کر اُس کا اُدیش (حکم) پاؤنگا - تو پھر ضرور ہی آپ سے آکر ملونگا - اس سے میری بھی زندگی مفید ہوگی - اور آپ کو بھی فایدہ پہونچیگا - میں اس نکارہی زندگی کو لے کر کیا کرونگا - اور اس سے آپکو کیا فایدہ پہونچے گا ❊

تین مہینے تک لوگوں نے بہت سمجھایا - پر وہ اپنے ارادے میں اٹل رہا - اُس نے سنا تھا کہ چترکوٹ کے پاس پھاٹک شیلا نام ایک ایکانت جگہ ہے وہ اُس جگہ جانے کے لئے تیار ہوگیا - اُس نے اپنی بہن کو لکھا "تم میرے لئے فکر نہ کرنا - باپ مجھ کو اپنی محبت کی گود میں رکھکر پالے پوسیگا - اور میرے دل کی تمنا پوری کرے گا - باپ کو حاصل کئے بغیر میں واپس نہ آؤنگا - اگر یہ جسم ناش بھی ہوجائے تو بھی نہ لوٹونگا - تم اپنی زندگی میں داخل ہونے سے پیشتر ضرور - با ضرور - ایک مرتبہ مجھ سے ملنا - یہی میری درخواست ہے ...... میں اپنی آخری نشانی اس خط میں بھیجتا ہوں - میری آخری بات ...... کی نوٹ بک میں رہی - اگر ضرورت ہی سمجھو تو پڑھ لینا"

جس دن چلنے پر تھا اُس دن پھر اپنی بہن کو لکھتا ہے

عزیزہ بہن! آج میں چلا - باپ کے پاس سمانا مانگتے ہوئے خوش دل سے مجھے وداع کرو - میری آخری نصیحت یہ ہے -

(۱) اپنی زندگی کے مقصد کو ٹھیک رکھنا اور اُس کے مطابق چلنا -

(۲) زندگی کو تیار کئے بغیر زندگی میں کبھی داخل مت ہونا -

(۳) جب باپ کے فضل سے تعریف و توہین برابر ہونگی تب ہی خدمت کے کھیت میں داخل ہونے کا حق ہوگا - ورنہ گرنا ضرور ہوگا -

جان جائے تو جائے پر دھنا مت چھوڑنا - زندگی میں داخل ہونے سے پیشتر ضرور - بہ ضرور

مجھ سے ایک دفعہ ملاقات کرتا۔ میں عیلیبو رلائن کے مارکنڈا اسٹیشن سے سات میل جنوب کی جانب چترکوٹ پہاڑ کے جہاں گٹ شیلا ہے ایک مکان میں رہنے کے ارادہ سے نکلتا ہوں آگے باپ کی مرضی۔ اگر زندگی میں کوئی مشکل معاملہ آپڑے تو مجھ کو بتائے بغیر کچھ فیصلہ نہ کرنا۔ سب طرف نظر رکھکر کام کرنا۔۔۔

۔۔۔۔۔۔

تمہارا بڑا اور۔ پیارے لعل۔

اب لمبئی سے پیارے لعل رخصت ہو رہا ہے وہ ایک اور دلشکن نظارہ ہے۔ جو ستر ا ن دہاں کام کرتی تھی پیارے لعل اُسی کو بلا کر کہنے لگا۔ تم میری ماں ہو۔ جب میں بچہ تھا تو میری ماں اپنے ہاتھوں سے میری خاطر خدمت کیا کرتی تھی۔ تم نے اتنے دن وہ کام کیا تم میری ماں ہو۔ میں اب تمہیں چھوڑ کر جاتا ہوں۔ تم مجھے آشیرباد دو کہ میں اسکی سدھی حاصل کروں۔ بغیر تمہاری آشیرباد کے میری سادھنا سپھل نہ ہوگی۔ یہ کہکر پیارے لعل نے اُس مہترانی کو نمسکار کیا۔ بھائی سے بولا آج میرا کیسا آنند کا دن ہے۔ اب سے بھگوان کو چھوڑ کر میرا اپنا کہنے کو اور کوئی نہ رہیگا۔ دنیا کی طرف سے بالکل لاچار اور بے پناہ ہونے سے خدا پر حقیقی بھروسہ آتا ہے۔ خدا نے اپنے فضل سے مجھے وہی موقعہ عنایت کیا ہے وہ باپ ہے تم سب کو کیا دکھ۔ پیارے لعل دنیا کے سارے بندھن توڑ کر روانہ ہوا۔ اُس کے عزیز روتے ہوئے ریلوے اسٹیشن سے اپنے خالی گھر کو لوٹ آئے۔ بائیبل۔ اپنشد۔ گیتا۔ برہموسماج کے گیت کی کتاب اور چند اور کتابیں بھی اُس کیساتھ گئیں۔ کچھ عرصے کے بعد جب پیارے لعل کے بڈھے باپ کو خبر ملی کہ وہ دنیا کو ترک کر کے چلا گیا۔ تو کہنے لگا کہ جو کام مجھے کرنا تھا سو میرے بیٹے نے کیا۔ میں کمزور تھا مگر وہ بھی گھر سے نکل پڑا ابھی تک لاپتہ ہے۔

(۹)

اپنے عزیزوں اور دوستوں کی درخواست پر پیارے لعل اپنی (Diary) روزنامچہ لکھتا ہے۔ اس روزنامچے کو غور سے پڑھیئے۔ اور اپنی روحانی تجربے کاری سے ملائیے تو عجیب عجیب باتیں دیکھیں گے۔

۱۲ اگست ۱۸۸۸ء رات کو لمبئی چھوڑ کر کہیں بھی آرام نہ کیا۔

۱۳ اگست ۱۱ بجے۔ رات کو نینی اسٹیشن پر پہونچا۔ باپ کی بڑی مہربانی سے بڑے آرام سے رات اور دوسرے دن ۱۲ بجے تک انتظار کر کے ۲ بجے مارکنڈا اسٹیشن پر پہونچا رات کو راہ چلنا ناممکن سمجھ کر اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر کی درخواست سے باپ کی مہربانی محسوس کرتے کرتے آرام سے وہ رات وہاں کاٹی۔

۱۵ اگست۔ پہلے دن گاڑی سے اترنے کے بعد باپ کی مہربانی سے ایک بڈھا برہمن آپ سے آپ آکر میرا ساتھی بنا۔ اُس کی بیوی اُس کے ساتھ تھی۔ ایک اور برہمن بھی اُس کے ہمراہ تھا۔ باپ کے بھیجے ہوئے دو کول ہماری رہبری کرتے ہوئے آدھا راستہ پہونچا کر چلے گئے۔ وہاں سے گھوڑے کے پاؤں کے نشان دیکھتے ہوئے جس پر چیتر کرتی کیا ہوگا۔ قریب ۱۲ بجے ہم چترکوٹ پہونچے اور مندا کنی ندی کی دوسری طرف اپنے ساتھیوں کو چھوڑ میں پھاٹک شیلا کیطرف گیا۔ گویا یہ جگہ دھرم ہی کی خاطر تیار کیگئی ہے۔ ندی کے دونوں طرف اونچے اونچے پہاڑ۔ پہاڑ پر اور ندی کے دونوں طرف بڑے بڑے خوبصورت مندر ہیں۔ سب مندر سنیاسی اور دیو دیویوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ پھاٹک شیلا کیطرف پہونچکر ندی کے بیچ میں دو بڑی چٹانیں دیکھیں معلوم ہوا کہ گویا انہیں دو چٹانوں کے سبب اس جگہ کا نام پھاٹک شیلا ہوا ہے۔ وہاں تین آدمی تھے۔ وہ نہانے اور دیگر کاموں کے واسطے آئے تھے۔ انہوں نے کہا اوپر ایک مکان ہے۔ پر چڑھنے کا راستہ نہیں ہے۔ میں نے ایک اونچی جگہ سے چڑھنے کی کوشش کی پر ناکامیاب ہوا۔ پھر کوشش کر کے ایک اور رستے سے چڑھ گیا پر وہاں جو کچھ دیکھا اس کے دیکھنے سے بالکل مایوس ہو کر بیٹھ گیا اور رو نے بغیر رہ نہ سکا۔ ایک چھوٹا مکان اور اُس میں بہت سے کمرے بھی تھے۔ پر اب بالکل رہائش کے قابل نہیں ہے۔ جس جگہ بیٹھ کر باپ کو حاصل کرونگا۔ اس خیال سے جنگل سے یہاں پر آیا تھا۔ یہاں کی خستہ حالت دیکھکر دل بالکل پریشان ہوا۔۔۔۔ کچھ کھائے پئے بغیر ۱۲ میل پہاڑی راہ طے کر کے ایسی حالت میں آکر تھکا ہونے سے طرح طرح کی فکر میں پڑ گیا۔ ایک بار دل میں آیا نیل کانت کو خط لکھوں پھر خیال آیا کہ کیچ لعل کو لکھوں کہ مجھے رو پئے۔ اور کچھ روز مہارشی کے شانتی نیکیتن* میں رہ کر کلکتہ کو ہی چلا جاؤں۔ پر اپنا قصبہ یاد آنے پر باپ کی مہربانی یاد کر کے

---

*مہارشی دیوبندر ناتھ ٹھاکر نے بولپور نام ایک قصبے کے متصل ایک باغیچے میں ایک مکان بنا کر اس کا نام شانتی نیکیتن رکھا۔ میں وہاں کئی روز رہا۔ وہ سچ مچ ایک اچھی جگہ ہے۔ آجکل مہارشی کے لائق فرزند ڈاکٹر رویندر ناتھ ٹھاکر نے وہاں پر ایک آشرم بنایا ہے۔ جس میں لڑکے پڑھتے ہیں+

دعا مانگنے بیٹھ گیا۔ کئی بڑے بڑے پیڑوں کے نیچے ایک ٹوٹے کوئیں کے پاس ایک بچے چبوترے پر دعا مانگنے لگا۔ جس قدر دعا چلتی رہی اُسی قدر آشیہ زور آور ہوئی۔ اور بے اعتقادی چلی گئی۔ دعا بندگی میں اُسی جگہ بیٹھے رات کٹ گئی*

۱۶ اگست سنہ ۱۸۸۹ء

باپ کی بیحد مہربانی سے ایک براہمن آیا اور میرے حال سے واقف ہو کر میرے لئے کچھ کرنے کو فکر مند ہوا اُنہوں نے بہت جگہوں کا ذکر کیا پر وہ جگہ دیودیوں سے پر اور گورُوؤں کی رہائش گاہ تھی سو ان جگہوں پر جانے کے لئے میرا دل راضی نہ ہوا اُس نے کہا کہ دو اسیوں کے لئے کسی نامک تھتی بادہ کا ایک بڑا باغ اور مکان ہے تم وہاں آرام سے رہو گے۔ اس بات کو سُنکر میرا دل بڑا خوش ہوا۔

* پار بعل کو سنسار تیاگنے کے قریب دو برس بعد (باقی دارد)

ضرورت

سی۔ ایم۔ ایس سکھر کے لئے دو ایسے مناد وں کی ضرورت ہے جو اُردو اچھی طرح پڑھ لکھ سکیں اور گانا اور کوئی باجا بجانا بھی جانتے ہوں تنخواہ مبلغ ۳۰ روپیہ ماہوار۔ اپنی صحت اور چال چلن کے خطوط پادری ٹی منسکھانی صاحب سے حاصل کر کے سنڈیپ (ین ڈبلیو آر) دکو سٹریٹ دسٹرکٹ) کے پتہ پر درخواست کریں۔

ضرورت یکم نومبر سنہ ۱۹۱۸ء تک گوجرانوالہ سی ایم ایس مشن کو ایسے مسیحیوں کی ضرورت ہے جو دیہات میں منادی کر سکیں اور دیکھ پڑھ سکیں لیکن ایک بات بہت ہی ضروری ہے کہ وہ نیا کام کھولیں بڑے علم کی ضرورت نہیں پکے مسیحی ہوں۔ پادری ٹی ایل صاحب سی ایم ایس مشن گوجرانوالہ

کرسچن بوائز بورڈنگ سکول لودیانہ

قائم شدہ سنہ ۱۸۷۵ء

تسلی بخش انتظام

حتی الامکان ۔۔۔ کم ۔۔۔ میں مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کیلئے عرصہ دراز سے جاری ہے جس ہیڈ نے اس کی تعلیم کو اعلی اور کامل بنانے کی غرض سے یکم اپریل سنہ ۱۹۱۴ء سے مدرسہ ہذا کو ہائی کر دیا ہے چنانچہ ایک امریکن لیڈی صاحبہ کی زیر نگرانی کر دی ہیں جس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم و تربیت کا انتظام بخوبی ہو گیا ہے شرح خرچ خوراک ماہوار فی طالب علم ۔۔۔ فیس جماعت ماہوار فی طالب علم ۔۔۔ سرکاری شرح متفرقات قیمت کتب دستخط ی علاوہ حساب ی کے طالب علم پڑے حصول تعلیم سٹیشن بکر کو میں داخل ہو سکتے ہیں سکول ہذا میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز کرسی وغیرہ مناسب قیمت پر فروخت ہوتا ہے علاوہ ازیں چوبی کام مثلاً کرتا گر کرول کیرم وغیرہ بھی تیار ہوتے ہیں کرکٹ کا بلا فی ۴عہ سے ۶عہ تک جن کا ۴عہ سے ۱۰ تک مزید حالات بذریعہ خط و کتابت پرنسپل صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں۔

بیرنگ ہائی سکول بٹالہ (گورداسپور)

یہ سکول عرصہ دراز سے مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے جاری ہے اور تقریباً ایک میل شہر سے باہر ایک پر فضا اور صحت افزا مقام پر واقع ہے۔ اس کے متعلق وسیع اور ہوا دار بورڈنگ ہوس خوشنما اور فراخ کھیل کا میدان لڑکوں کے غسل کے لئے خوش وضع حوض۔ عبادت کے لئے گرجا گھر اور جماعتوں کے لئے موزوں اور کافی کمرے ہیں مزید برآں سکول کے ماسٹر صاحبان لائق اور اعلیٰ تعلیمیافتہ ہیں سکول میں چند مسیحی لڑکوں کے داخل ہونے کی گنجائش ہے۔ لہذا اطلاع کیا جاتا ہے کہ داخل ہونے والے طلبا پتہ ذیل پر درخواستیں بھیجیں۔ المشتہر

پرنسپل بیرنگ ہائی سکول بٹالہ
ضلع گورداسپور۔

باغ دل

ینڈ بٹر منز کیلپ

چند سالانہ مراگر ۱۰ یا زیادہ کاپیاں ایک پتہ پر بھیجی جاویں تو ۶ مسکانی کاپی ۲/ المشتہر ای ایم ویری ڈی ڈی لودیانہ

کرسچن بک سٹور لودیانہ

یہاں ہر قسم کی مسیحی علم ادب کی کتابیں فروخت ہوتی ہیں جو اُردو پنجابی زبانوں میں ٹریکٹ سوسائٹی پنجاب پبلجس یا سوسائٹی اینڈ ناردن سوسائٹی کیطرف سے شائع ہوتی ہیں فہرست کتب کیلئے درخواست بھیجو۔ منیجر پادری ای ایم ویری صاحب لودیانہ۔

مخزن مسیحی

یہ رسالہ ہر ماہ کی پہلی اور پندرہ تاریخ کو زبان انگریزی اور اردو الہ آباد سے شائع ہوتا ہے اس میں کلیسیائی اور ملکی خبریں کرسچن ایڈیٹر کے مضامین اور سنڈے سکولوں کے سبق شائع ہوتے ہیں چندہ سالانہ حسب تنخواہ خریداران ۱۲/ سے ۱۲/ تک نمونہ ایڈیٹر مخزن مسیحی فتحپور ہسوا ای پی سے طلب کر سکتے ہیں

دستور العمل نور افشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے بغیر محصولڈاک عہ

ہندوستان و پنجاب سے مع " " ۳ے

غیر ممالک سے " " ۱۲ر

قیمت ہر حالت میں پیشگی لیجاوے گی

شرح اُجرت اشتہارات

مقدار اشتہار	سہ ماہی	ششماہی	سالانہ تمام
کالم کا ⅛ حصہ	۸ر	۱ے	پر عہ
چوتھائی کالم	سے	پر عہ	عہ
نصف کالم	پر عہ	عہ	صہ
کالم پورا	عہ	صہ	صہ
	صہ	صہ	۱ صہ

ہر ایک دفعہ کے لئے فی سطر ۳ر ایک روپیہ سے کم کسی اشتہار کے لئے نہ لیا جائیگا۔

نوٹ:۔ نامہ نگار اپنی تحریروں کے آپ ذمہ دار ہیں

پادری ای ایم ویری صاحب ڈی ڈی ایڈیٹر و منیجر نور افشاں کے لئے مشن سٹیم پریس لودیانہ میں باہتمام دائل برادرز چھپا۔